میں سے نہیں ہوسکتے ؟!

۹۔دعوت الی اللہ کی مشق کرنا:

اگر نفس انسانی متحرک نہ ہوا تو پرانا پڑ جاتا ہے، اور اگر چل نہ پڑے تو بدبودار ہو جاتا ہے، اور نفس کے چل پڑنے کے بڑے امور میں سے ایک اللہ تعالی کیطرف دعوت دینا ہے، یہی انبیاء کرام کا وظیفہ رہا ہے، اور نفس کو عذاب سے چھٹکارا ملنے کا ذریعہ بھی ہے، اسی دعوت سے انسانی طاقت وصلاحیت پھوٹ پڑتی ہے، اور ہر قسم کی مہمات پوری کی جاتی ہیں۔(اسی لئے دعوت دینا چاہئے ،جسکا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس پر ڈٹے رہنا چاہیے)اگر نفس کو آپ اطاعت الٰہی میں مشغول نہ رکھیں، تو آپ کو معصیت میں مشغول کرادے گا، اس میں کوئی شک نہیں کہ ایمان بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے۔

صحیح منہج کی طرف دعوت دینا، وقت صرف کر کے، سوچ وفکر استعمال کر کے، جسمانی طور پر محنت وکوشش کر کے، زبان کو چلا کے، الغرض دعوت الی اللہ ہر مسلمان کا مقصد حیات اور اہم کاموں میں سے ایک ہونا چاہیے، جس کے ذریعے شیطان کے فتنوں اور گمراہ کرنے کی کوششوں کو کاٹ کے رکھ دینا چاہیے۔

داعی کے نفس میں مشکلات کا مقابلہ کرنے ،مخالفین واہل باطل کے زور کو توڑنے کا احساس وجذبہ ہونا چاہئے ،اور ساتھ ہی دعوت پر گامزن رہتے ہوئے اپنے نفس میں ایمانیات کو ترقی دینا چاہئے ،اور اپنے اندر ارکان ایمان کو تقویت پہنچاتے رہنا چاہئے ۔دعوت دین بذات خود ثواب دارین حاصل کرنیکا ایک اہم عنصر ہونے کے ساتھ ساتھ دین پر ثابت قدمی کا ایک اہم وسیلہ بھی ہے۔دین سے پیچھے ہٹنے اور برگشتہ ہونے سے بچاتا بھی ہے، اسلئے کہ جو دوسروں پر حملہ آور ہوتا ہے، اس کو دفاع کی ضرورت نہیں پڑتی ۔اللہ تعالی داعیوں کے ساتھ ہوتا ہے، انہیں دین پر ثابت قدم رکھتا ہے، اور غلطیوں کو معاف کردیتا ہے۔داعی ایک ڈاکٹر کی طرح ہے، جو اپنے علم اور تجربہ کی بنیاد پر بیماری کا مقابلہ کرتا ہے۔دوسروں میں موجود بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے وہ خود اس مرض میں پڑنے سے بچا رہتا ہے۔ (جاری ہے)

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

قسط 3

اسرائیل

میاں انوار اللہ

ابن سبأ کا فتنہ

اسلامی عقائد کی دیوار میں سب سے پہلے جس شخص نے نقب لگانے کی کوشش کی ،وہ ابن سبأ یہودی ہے۔اس کا باپ کپڑے کا تاجر تھا۔ یہ صنعاء (یمن) کا رہنے والا تھا۔یمن ان دنوں ایران کا باجگزار تھا۔ابن سبأ مکروفریب اور دَجل کا پتلا تھا۔یہ اپنے سینے میں اسلام کے خلاف حسد وبغض چھپائے اور ظاہراً حبِ اہل بیتؓ کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھا۔اس نے اپنے مکروہ چہرے پر اسلام کا ماسک (Mask) پہن رکھا تھا۔اور سادہ لوح افراد کو اپنے مکرودجل کے جال میں پھنسا کر صحیح اسلامی عقائد سے منحرف کرنے کا بیڑا اٹھایا۔یہ سادہ لوگ فتح شدہ فارس اور رُوم کے نومسلم تھے۔اس سے پہلے ابن سبأ کے اسلاف بنوقریظہ ،بنونظیر وغیرہ میدان جنگ میں اسلامی فوج کے آگے (Hands Up) کر چکے تھے۔دور فاروقی میں جب فارس وروم بھی اسلامی سلطنت کا حصہ بن گئے ،تو ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے۔انہوں نے اپنی منتشر ذریّات کو طائف، یمن ،عراق ،فارس اور رُوم میں ازسرنو منظّم کیا ،اور اسلامی عقائدو افکار میں نقب زنی کر کے غیر اسلامی نظریات داخل کرنے کا پروگرام ترتیب دیا۔یہودیوں اور مجوسیوں کے باہمی اشتراک نے یمنی باشندے ابن سبأ کو منتخب کیا۔اس لیے کہ یہ شخص فتنہ پردازی میں انتہائی ماہر تھا۔

ابن سبأ کے غیر اسلامی عقائد جو اس کی تنظیم نے اسلام میں داخل کیے:

1 = **حضرات ابوبکر وعمر اور دیگر صحابہ کرام** رضوان اللہ علیہم اجمعین **کے خلاف بغض وعناد کی پلیٹی :**
مقصد یہ تھا کہ اسلامی تاریخ کو اتنا داغ دار کردیں، کہ آئندہ مسلمان نسلیں اپنی تاریخ سے نفرت کرنے لگیں۔یہودی اس میں کامیاب ہوئے ،اس لیے کہ یہ ظاہری طور پر اسلامی لبادہ اوڑھے اور" حبّ اھل بیتؓ" کا نعرہ لگانے والے تھے۔

2 = یہودیوں کی طرف سے قرآن وحدیث پر اعتماد کو متزلزل کرنے کی کوشش :

اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تکفیر سے وہ کامیاب ہوگئے ،کہ جب رسول اللہ ﷺ سے براہ راست فیض یافتہ لوگ ہی (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) کفار ومنافقین ٹھہرے ،تو ان کے جمع کردہ قرآن پر کون اعتبار کرے گا؟ یہی ہوا کہ بعض

نام نہاد مسلمانوں نے ہی قرآن کو نامکمل ٹھہرایا۔ اور ﴿انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ۝﴾ [سورة الحجر / ۹] کی ہی نفی کر دی، جس میں رب کائنات نے قرآن مجید کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہوئی ہے۔ جب ہدایت کا سرچشمہ قرآن مجید ہی ناقابل اعتبار ٹھہرا، تو حدیث مبارکہ بھی ناقابل اعتبار بن گئی۔ یہودی ذہن جس کی سرشت میں فتنہ پردازی ہی ہے، کامیاب رہا۔ اس کامیابی کے بعد ایک نیا سبائی مذہب جو خواہشات و رسوم کا پلندہ ہے، "اسلام" کے پاک نام سے رواج پا گیا۔

3 = حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے وصیت و نیابت کا پروپیگنڈا :

ابن سبأ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کا وصی اور نائب قرار دے کر مسلمانوں کو آپس میں دست و گریباں کرا دیا۔ جہاد پسِ پشت چلا گیا۔ سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: "میں نے کچھ لوگوں کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے خلاف گستاخانہ کلمات کہتے ہوئے سنا، تو میں سیدھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہا کہ کچھ لوگ جن میں ابن سبأ بھی شامل ہے، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی یہی ہے، مگر آپ ظاہر نہیں کرتے۔ خلیفۃ الرسول حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ پریشان ہوئے اور فرمایا (نعوذ باللہ ...... رحمنا اللہ) اللہ کی پناہ۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ پھر آپ نہایت غصہ کے عالم میں اٹھے، مجھے ساتھ لیا اور سیدھے مسجد میں تشریف لے گئے، لوگوں کو جمع کیا، منبر پر چڑھے، اس قدر روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے بھیگ گئی۔ پھر خطبے کا آغاز فرمایا "وہ کون بدبخت ہیں، جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ وہ تو رسول اللہ ﷺ کے بھائی، ساتھی، مشیر، وزیر، قریش کے سردار اور مسلمانوں کے آقا تھے۔ ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے میں اظہار براءت کرتا ہوں، میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر طعن و تشنیع کرنے والے سن لیں ! میرا ان کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ زندگی بھر رسول اللہ ﷺ کے باوفا ساتھی بن کر رہے۔ نیکی کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکتے رہے۔ ان کی محبت بھی اللہ کے لیے تھی، ان کا غصہ بھی اللہ کے لیے تھا۔ رسول اللہ ﷺ ان کی رائے کا احترام کرتے اور ان سے بے پناہ محبت کرتے۔ وہ اللہ کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہ کرتے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے زندگی بھر خوش رہے، انہوں نے کبھی اللہ کے حکم سے تجاوز نہ کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے تابع بن کر رہے۔ اللہ ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔ خالق ارض و سماء کی قسم ! ان سے محبت رکھنے والا مؤمن اور بغض رکھنے والا منافق ہے۔ ان کی محبت اللہ کے تقرب کا ذریعہ اور ان سے بغض، بدنصیبی اور اللہ کی رحمت

سے دوری کا باعث ہے۔اللہ اس شخص پر لعنت کرے، جو اپنے دل میں ان کے خلاف بغض وعناد رکھتا ہے۔"

(طوق الحمامة في مباحث الامة، منقول از مختصر التحفة الأثني عشرية لشيخ محمود الالوسي)

امام زین العابدینؒ کا ابن سبأ کے بارے میں فرمان:

"اللہ تعالی ہم پر تہمت لگانے والوں پر لعنت فرمائے ۔ جب ابن سبأ کا ذکر ہوتا ہے،تو میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بہت غلط باتیں منسوب کیں،جبکہ آپ رضی اللہ عنہ اللہ کے نیک بندے اور رسول اللہ ﷺ کے بھائی تھے۔آپ رضی اللہ عنہ کو جو مقام ملا، وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری سے ملا"

(بحوالہ رجال کشی صفحہ / 100)

ابن سبأ کی شام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جواب:

ابن سبأ جب شام گیا، تو اس نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر انہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسانے کی کوشش کی۔پھر وہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا،تو انہوں نے اس کی باتیں سنکر فرمایا:...... "تم کون ہو؟! "أظنك واللہ یهودیاً " ترجمہ:"واللہ مجھے تم یہودی لگتے ہو"۔(تاریخ طبری :5 / 90 ۔ مطبوعہ مصر)

ابن سبأ کی ریشہ دوانیاں:

ابن سبأ نے اپنے ساتھیوں کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا اور ہدایت کی:

1 = خلیفہ وقت کے خلاف الزام تراشی کرکے اس کی خوب تشہیر کرو۔

2 = گورنروں کو امن قائم رکھنا اور سکون سے کام کرنا دشوار بنادو۔

3 = ایک شہر سے اپنے حاکم کے فرضی مظالم کی داستانیں لکھ کر دوسرے شہروں میں بھیجو۔

4 = مدینہ منورہ کے اکابر صحابہ کرام (رضوان اللہ علیھم اجمعین) کی طرف سے جعلی خطوط لکھ کر دوسرے شہروں میں بھیج دیا کرو۔(تاریخ ملت :2 / 266)

ابن سبأ کی ریشہ دوانیاں رنگ لائیں: پہلا وار شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر منتج ہوا۔پھر ابن سبأ نے اپنی جماعت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گرد حلقہ بنایا، جو جنگ صفین اور جنگ جمل کی صورت میں امت مسلمہ کی تباہی کی صورت میں سامنے آیا۔جب ان جنگوں میں طرفین کا راضی نامہ ہوا،تو رات کے اندھیرے میں دونوں اطراف کی افواج

میں گھس کر تیراندازی کر کے جنگ کے شعلے پھر بھڑکا دیے۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکم عدولی کر کے انہیں زچ کر دیا۔ شہادتِ علی رضی اللہ عنہ انہی کا سیاہ کارنامہ ہے۔ اس سے پہلے یہی لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مدینہ منورہ چھڑوا کر کوفہ لے جا چکے تھے۔ (تاریخ طبری جلد پنجم)

ابھی سبائیوں کے سامنے سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما باقی تھے۔ فتح خیبر اور خسران یہود کے انتقام میں نواسان رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنا باقی تھا۔ سبائیوں نے فتح ایران یعنی جنگ قادسیہ کا بدلہ تیسرے خلیفہ راشد کو شہید کر کے لے لیا تھا، جس سے اسلام میں فتوحات کا دروازہ بند ہو گیا۔ اس سبائی جماعت نے چند ماہ پہلے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے سامنے حلف وفاداری اٹھایا۔ یہی سبائی جماعت جو بظاہر مسلمان تھی، اسی نے حلف وفاداری کے مقام (ساباط) پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو (نعوذ باللہ) کافر قرار دے دیا، آپ رضی اللہ عنہ کے نیچے سے مصلیٰ گھسیٹ لیا، جس سے آپ رضی اللہ عنہ گر گئے، کندھا مبارک سے ان لوگوں نے چادر اس قدر سختی سے کھینچی کہ گردن مبارک چھل گئی۔ یہ دیکھ کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے قبیلہ ہمدان کے سپاہیوں کو آواز دی۔ حملہ آور ناکام بھاگ گئے۔ آخر کار انہوں نے زہر دلوا کر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا

تفو بر تو اے ابن سبأ تفو

اب انہوں نے اپنی توجہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پر مرکوز کر لی۔ بدنیتی اور سازش سے اہل بیتِ کرامؓ کو بلالیا، جیسے ہی ابن زیاد اٹھارہ سپاہیوں کے جلو میں کوفہ وارد ہوا، ان کی وفاداریاں یکلخت بدل گئیں، اہل کوفہ کے حبّ اہل بیت کا ڈرامہ اختتام پزیر ہوا، جس کے نتیجے میں خونی واقعہ کربلا پیش آیا، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی شہید کر دیے گئے۔ یہ سب کچھ جنگ قادسیہ کے میدان کے قریب ہی ہوا۔ کیونکہ کسریٰ کے فتح ہونے سے سبائیوں کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے تھے۔ اور انہوں نے وادی نینوا (کربلا) میں جنگ قادسیہ کا بدلہ لے لیا۔

پاک و ہند میں اس فتنے کے اثرات:

1 = پاک و ہند میں یہ فتنہ امیر تیمور لنگ کے خراسانی لشکر کے ذریعے آیا۔ جہانگیر کے دور میں اس کی ملکہ نور جہاں نے اسے پروان چڑھایا۔

2 = نادر شاہ ایرانی کو ہندوستان پر حملہ کی دعوت دینے والا ایک سبائی تھا۔

3 = میر جعفر اور میر صادق ننگ دین ننگ وطن دونوں سبائی تھے۔ جنگ پلاسی 1757ء اور پھر 1774ء میں سلطان ٹیپو